کتاب وسنت میں تصوّف کی بنیادیں

☆ ڈاکٹرمحمود سلطان کھوکھر
☆☆ ڈاکٹرارشدمنیرلغاری

ABSTRACT

This article aims to elaborate the basic concepts of Sufism. It also highlights the meaning of Sufism, its importance and basic principles on which Sufism has been established by the early and medieval Sufis. Contrary to the scholars who argue the Sufism is not based on shariah, and it is against the basic teaching of Islam, the present study attempts to prove that Sufism has completely harmonious with the teaching of Islam. Its foundations are based on the Quran and Sunnah. We have presented the opinion of eminent Sufis to educate their argument and understand their own verdict.

Keyword: sufism, medieval sufi, shariah, early sufis, harmonious

تصوف انفرادی اوراجتماعی اصلاح کا ایک مربوط نظام ہے، نیز دعوت وارشاداورتبلیغِ دین کا ایک مؤثر ذریعہ ہے،صوفیاء نے اسلامی تاریخ کے ہر دور میں کفروشرک کے ظلمت کدوں میں توحیدورسالت کی شمعیں روشن کرکے بقعہءنور بنایا، کسی لاؤلشکر کے بغیر دلوں کی ایک وسیع دنیا کو فتح کیا،جن خطوں میں ''الا اللہ'' کی تخم ریزی کی آج بھی سے وہاں ایمان کی خوشبو پھوٹتی ہے، پیش نظر مقالے میں نہایت اختصار سے تصوف کا مفہوم اوراس کی اہمیت بیان کرنے کے بعد کتاب وسنت کے ساتھ تصوف کا تعلق بیان کیا جائے گا، نیز کتاب وسنت میں موجودتصوف کی بنیادوں کواجاگر کرنے کی سعی کی جائے گی،**واللّٰہ الموفق والمستعان، وعلیہ التکلان، وبہ التوفیق.**

تصوف کا مفہوم

تصوف کا مادہ صوف ہے،جس کا معنی ہے اون۔اورتصوف کا لغوی معنی ہے اون کا لباس پہننا،جیسے قمص کا معنی ہے:قمیص پہننا۔(۱)لیکن صوفیاء کی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں: اپنے اندر کا تزکیہ اورتصفیہ کرنا،یعنی اپنے نفس کونفسانی کدورتوں ورذائل اخلاق سے پاک وصاف کرنااورفضائلِ اخلاق سے مزین کرنا۔(۲)

اورصوفیاء ایسے لوگوں کوکہا جاتا ہے جواپنے ظاہر سے زیادہ اپنے اندر کے تزکیہ اورتصفیہ کی طرف توجہ دیتے ہیں اوردوسروں کو اسی کی دعوت دیتے ہیں۔

اب لفظ صوفیاء اپنے لغوی معنی (اون کا لباس پہننے والے) میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ ایسے لوگوں کے لئے استعمال ہوتا ہے جو

☆ اسسٹنٹ پروفیسر،شعبہ اسلامیات، بہاؤالدین زکریایونیورسٹی،ملتان
☆☆ سینئرلیکچرارشعبہ اسلامیات،سوکوٹوسٹیٹ یونیورسٹی،نائجیریا

اپنے اندر کے تزکیہ وتطہیر کی طرف توجہ دیتے ہیں۔اوراب یہ لفظ ایسے ہی لوگوں کے لئے لقب کی صورت اختیار کر چکا ہے۔لیکن چونکہ ابتداء میں ایسے لوگوں کا اکثر لباس صوف (اون) ہی ہوتا تھا،اس وجہ سے ان پر یہ نام پڑ گیا اگر چہ بعد میں ان کا یہ لباس نہ رہا۔(۳)

تزکیہ اور تصفیہ

اللہ ربُّ العزت نے قرآن کریم میں فرائض نبوت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَكِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ ۗ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ. (۴)

''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان میں سے ہی ایک رسول بھیجا، جو انہیں خدائی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگر چہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔''

اسی تزکیہ کو صوفیاء نے تصوف کی بنیاد بنایا ہے، وہ اپنے ظاہر کو شریعت اور فضائلِ اخلاق سے آراستہ کرنے اور باطن کو رزائلِ اخلاق سے پاک رکھنے کے لیے عمر بھر کوشاں رہتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ جو شخص ان پاکانِ اُمت کے ساتھ وابستگی اختیار کرتا ہے اُس کے ظاہر اور باطن میں بھی روحانی انقلاب برپا ہو جاتا ہے۔

''احسان'' کا مفہوم

حدیث کی کتابوں میں ایک حدیث، حدیثِ جبریل کے نام سے مشہور ہے، اس میں ہے کہ ایک دن جبریل علیہ السلام انسانی شکل میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ سوالات کئے، ان میں سے ایک سوال یہ تھا کہ: ''احسان کیا ہے؟'' آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ'': احسان یہ ہے کہ تم خدا کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو، بھلا اگر تم خدا کو دیکھ نہیں رہے تو کم سے کم یہ یقین کر لو کہ وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔''(۵)

بندہ کے دل میں ''احسان'' کی کیفیت پیدا کرنے کا صوفیاء کی زبان میں دوسرا نام تصوف یا سلوک ہے۔تصوف دراصل بندہ کے دل میں یہی یقین اور اخلاص پیدا کرتا ہے۔تصوف مذہب سے الگ کوئی چیز نہیں بلکہ مذہب کی روح ہے۔جس طرح جسم روح کے بغیر مردہ لاش ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت بغیر اخلاص کے بے قدر وقیمت ہے۔تصوف بندۂ مومن کے دل میں اللہ تعالیٰ کی ذات کی محبت پیدا کرتا ہے۔اور خدا کی محبت بندہ کو مجبور کرتی ہے کہ وہ خلقِ خدا کے ساتھ محبت کرے، کیونکہ صوفی کی نظر میں خلقِ خدا ،خدا کا عیال ہے۔اور کسی کے عیال کے ساتھ بھلائی عیالدار کے ساتھ بھلائی شمار ہوتی ہے۔خدا کی ذات کی محبت بندہ کو خدا کی نافرمانی سے روکتی ہے اور بندگانِ خدا کی محبت بندہ کو ان کے حقوق غصب کرنے سے روکتی ہے۔اس لئے صوفیاء حضرات کی زندگی حقوق اللہ اور حقوق العباد کو پوری طرح ادا کرتے ہوئے گذرتی ہے۔ظاہر ہے کہ جو چیز انسان کو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بنائے اور اس کے بندوں کا خیرخواہ بنائے اسکی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔تصوف اور اہلِ تصوف کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے علامہ اقبال نے کہا تھا کہ :ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں میں سے چھ کروڑ (۸۵ فیصد) مسلمان یقیناً اہلِ تصوف کے فیوض وبرکات کا نتیجہ ہیں۔(۶)

کتاب وسنت صوفیاء کی نظر میں

عہد رسالت مآب ﷺ اور خلفائے راشدین کے دور میں ''تصوف'' کی اصلاح استعمال نہیں ہوئی مگر دنیا میں رہتے ہوئے دنیا سے بے رغبتی ،فکر آخرت اور نفس کے خلاف جہاد جیسے عناصر عملی طور پر موجود تھے،علاوہ ازیں قلوب واذھان اور افکار وخیالات کی تطہیر وتزکیہ کا وہ سلسلہ جاری رہا جو بعد میں آنے والے صوفیاء کے لئے ایک مینارۂ نور بنا،ان دونوں مبارک عہدوں میں تصوف کی اصطلاح معروف نہ ہونے کے اسباب بیان کرتے ہوئے امام قشیری فرماتے ہیں:

''جان لو کہ نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد آپ کی صحبت کا شرف پانے والے صحابہ نے اپنے لئے لفظ ''صحابی'' کے علاوہ کوئی لفظ اختیار نہیں کیا، کیونکہ (نبوت کے بعد) صحابیت سے بلند کوئی رتبہ نہیں ہے، پس انہیں صحابہ کہا گیا۔اور جب دوسرے عہد کے مسلمانوں نے ان (صحابہ) کی صحبت اٹھائی تو انہیں ''تابعین'' کہا گیا،انہوں نے بھی اس لفظ کو نہایت عزت والا لقب شمار کیا، پھر ان (تابعین کے) بعد میں آنے والوں کو ''تبع تابعین'' کہا گیا، پھر لوگوں میں (طبعی رجحان کے اعتبار سے) اختلاف واقع ہوا نیز مختلف مراتب ظاہر ہوئے ،تب دین سے تعلق رکھنے والے خاص لوگوں کو عابد وزاہد کہا گیا، پھر بدعات کا ظہور شروع ہوا، اس وقت ہر فریق نے دعوی کیا کہ ان میں زُھاد (دنیا سے بے رغبتی رکھنے والے) موجود ہیں، تب ذکر الٰہی کے ساتھ اپنے سانسوں کا خیال رکھنے والوں اور اپنے دلوں کو غفلت سے بچانے والوں نے ''صوفی'' کے عنوان کے ذریعے اہل بدعت سے کنارہ کشی کر لی، ان اکابر کا یہ لقب دوسری صدی ہجری سے پہلے معروف ہوا۔''(۷)

صوفیاء نے شدومد سے اس بات کی صراحت کی ہے کہ کتاب وسنت ہی روحانیت کا بنیادی ماخذ ہیں،انہوں نے کسی اور سرچشمے کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا،خود صوفیاء کے چند اقوال پیش نظر جن سے گروہ صوفیاء کی کتاب وسنت سے وابستگی کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔حضرت سہل بن عبداللہ تستری صوفیاء کے ہاں کتاب وسنت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''ہمارے اصول سات ہیں: کتاب اللہ کو تھامنا،سنت رسول ﷺ کی پیروی کرنا،حلال کھانا،لوگوں کو اذیت دینے سے بچنا،توبہ کرتے رہنا اور (خالق ومخلوق کے) حقوق ادا کرنا۔''(۸)

ابوالقاسم ابراہیم بن محمد نصر باذی فرماتے ہیں:

''کتاب وسنت کا التزام،خواہشات اور بدعات کی پیروی سے اجتناب تصوف کی بنیاد ہے۔''

شیخ عبدالقادر جیلانی صوفی کے لئے کتاب سنت اور فرض عبادات کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جس حقیقت کی گواہی شریعت نہ دے وہ حقیقت نہیں زندیقیت ہے،اللہ عزوجل کی طرف کتاب وسنت کے دو پروں کے ساتھ پرواز کرو اور اس کی بارگاہ میں یوں حاضری دو کہ تمہارا ہاتھ رسول کریم ﷺ کے دست مبارک میں ہو۔فرض عبادتوں کا چھوڑنا زندیقیت ہے۔اور حرام کا ارتکاب معصیت ہے۔''(۹)

شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی نے تصوف کی انیس (۱۹) شرائط بیان کرنے کے بعد فرمایا:

''جو (صوفی) ان شرائط پر پورا اترتا ہے اللہ کی کتاب (اس کے صدق) کی تائید کرتی ہے اور رسول اللہ ﷺ اس کی قبولیت کی گواہی دیتے ہیں (وہ ہدایت کے راستے پر ہے)۔''(۱۰)

جنید بغدادی فرماتے ہیں:

''اللہ کی طرف جانے والے تمام راستے مسدود ہیں سوائے اس شخص کے جس نے حدیث نبوی کی مخلوق کے لئے پیروی کی اور آپ کی سنت کو لازم پکڑا، ایسے شخص کے لئے اللہ تعالی کی بارگاہ تک جانے والے تمام راستے کھلے ہیں۔''(۱۱)

تصوف میں سنت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے ابوحمزہ بغدادی فرماتے ہیں:

''اللہ تعالی کی بارگاہ تک پہنچانے والے راستے پر رسول اللہ ﷺ کے احوال، افعال اور اقوال کے علاوہ کوئی رہنما نہیں ہے۔'' (۱۲)

حضرت سری سقطی فرماتے ہیں:

''سنت کے مطابق تھوڑا عمل بدعت پر مشتمل کثیر اعمال سے بہتر ہے۔'' (۱۳)

امام غزالی فرماتے ہیں:

''صوفیاء کے ظاہر و باطن اور ان کی تمام حرکات وسکنات مشکوٰۃ نبوت کے نور سے منور ہیں، روئے زمین پر نور نبوت سے بڑھ کر کوئی ایسا نور نہیں جس سے روشنی حاصل کی جائے۔''(۱۴)

تصوف کے نام پر دنیاداری کرنے والوں کی مذمت کرتے ہوئے شیخ ابوعبدالرحمٰن سلمی فرماتے ہیں:

''جس کا تصوف خورد ونوش پر مشتمل ہو، حرام امور میں عام لوگوں کی موافقت پر مبنی ہو، حرام امور کے ارتکاب اور مکروھات کے سننے میں کم ہمت لوگوں کی رفاقت پر مشتمل ہو وہ اصل تصوف سے دور ہے۔'' (۱۵)

ہم اپنے اس مقالے میں تصوف کی ان باتوں کا قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیہ کریں گے جو صوفیاء حضرات کے ہاں متفق علیہ ہیں۔ صوفیاء حضرات جن باتوں پر زیادہ زور دیتے ہیں وہ یہ ہیں:

۱: اللہ تعالیٰ کی محبت

۲: رسول اللہ ﷺ کی اطاعت

۳: تزکیہ نفس (اپنے نفس کو فضائلِ اخلاق سے آراستہ کرنا اور رذائلِ اخلاق سے پاک کرنا)

۴: برداشت اور رواداری

۵: خدمتِ خلق

اب ہم ہر ایک بات کا کتاب وسنت کی روشنی میں تجزیہ کرتے ہیں:

ا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت

مرزا قلیچ بیگ تصوف میں حب الٰہی کی ناگزیریت بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں:

'صوفیاء حضرات اپنی تعلیمات میں سب سے زیادہ جس چیز پر زور دیتے ہیں وہ عشق ومحبتِ خداوندی ہے، کیونکہ محبت ہی ایک ایسی چیز ہے جو محبّ کو اپنے محبوب کی اطاعت پر مجبور کرتی ہے اور اس کی نافرمانی سے روکتی ہے محبّ کے دل میں محبوب کی رضا کی خاطر ہر مصیبت وتکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کی قوت وصلاحیت پیدا کرتی ہے۔ اور محبت ہی وہ چیز ہے جو محبّ کو مجبور کرتی ہے کہ وہ ایسا عمل کرے جس سے محبوب راضی ہو اور ہر اس عمل وکردار سے باز رہے جس سے محبوب ناراض ہو، چنانچہ صوفیاء حضرات اگر زہد، تقویٰ، عبادت، ریاضت اور مجاہدے کرتے ہیں تو ان کا مقصد صرف اور صرف خدا کی رضا حاصل کرنا ہوتا ہے۔ وہ جنت کی لالچ یا جہنم کے خوف سے خدائی بندگی نہیں کرتے چنانچہ بی بی رابعہ بصریہؒ اپنی ایک دعا میں فرماتی ہیں: ''خدایا! اگر میں تیری بندگی جنت کیلئے کرتی ہوں تو مجھے اس سے محروم رکھنا، اگر میں جہنم کے خوف سے تیری عبادت کرتی ہوں تو مجھے اس میں جھونک دینا لیکن اگر میں تیری بندگی تجھے پانے کے لئے کرتی ہوں تو مجھے اپنے آپ سے محروم نہ رکھنا۔''(۱۶)

فراق ووصل چہ خواہی، رضائے دوست طلب کہ حیف باشد از وغیر ازیں تمنائے (۱۷)

''فراق ووصل کیا ڈھونڈتا ہے، محبوب کی رضامندی ڈھونڈ کہ محبوب سے محبوب کے سوا کی تمنا افسوس کی بات ہے۔''

شیخ ابوبکر شبلی تو یہاں تک فرماتے ہیں:

اَلصُّوْفِیُ لَا یَرَیٰ فِیْ الدَّارَیْنِ مَعَ اللّٰہِ غَیْرَاللّٰہِ. (۱۸)

''صوفی دونوں جہانوں میں اللہ تعالیٰ کی ہستی کے علاوہ اور کسی چیز کو نہیں دیکھتا۔''

امام ربانی مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

''مقربین بارگاہ الٰہی (یعنی صوفیاء حضرات) اگر بہشت چاہتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ ان کا مقصد نفس کی لذت ہے بلکہ اس لئے کہ وہ خدا کی رضا کی جگہ ہے، اگر وہ دوزخ سے پناہ مانگتے ہیں تو اس لئے نہیں کہ اس میں رنج والم ہے بلکہ اس لئے کہ وہ خدا کے ناراضگی کی جگہ ہے، ورنہ ان کیلئے انعام اور رنج والم دونوں برابر ہیں۔ ان کا اصل مقصود رضائے الٰہی ہے۔'' (۱۹)

شاہ عبداللطیف بھٹائی حب الٰہی کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

محبت سندو من ۾ ماڻڪ ٻارج مچ ان پر اٿي اچ تہ سودو ٿئي سڦرو (۲۰)

''اے موتی جیسے انسان! اپنے اندر خدا کی محبت کا الاؤ جلالو، اگر آپ نے یہ راہ اختیار کرلیا تو آپ کا لین دین کامیاب ہوجائے گا۔''

آپ اسی مضمون کی تفصیل بیان کرتے ہوئے مزید فرماتے ہیں:

عاشقن اللّٰہ ویرو تارنہ وسري آھ ڪريندي ساھ ڪڏھن ويندو نڪري. (۲۱)

یعنی خدا سے عشق کرنے والے اُسے کبھی نہیں بھلاتے، کبھی عشق ومحبت کی آہ بھرتے ہوئے ان کی روحیں پرواز کر جاتی ہیں۔
اور کتاب وسنت کی بھی یہی تعلیم ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
وَالَّذِيْنَ آمَنُوْ اَشَدُّ حُبًّاللّٰهِ .(۲۲)
''اور جولوگ مؤمن ہیں وہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ ہی سے محبت کرتے ہیں۔''
ایک اور آیت میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:
قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ نِ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ط وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ. (۲۳)
''اے رسول ﷺ! مسلمانوں سے کہہ دیجئے کہ اگر تمہیں اپنے باپ دادا، اور بیٹے اور بھائی اور بیویاں اور رشتے دار اور وہ تجارت جس کے مندا پڑے جانے سے تم بہت ڈرتے ہو، اور وہ مکانات جنہیں تم بہت عزیز رکھتے ہو، اگر ان میں سے کوئی چیز بھی تمہیں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ پیاری ہے تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ کا فیصلہ صادر ہو جائے اور یاد رکھو کہ اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیا کرتا''
نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:
مَن اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبغَضَ لِلّٰهِ وَ اَعطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ استَكمَلَ الايمَانَ. (۲۴)
'' جس شخص کا یہ حال ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کیلئے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے بغض رکھے اور اللہ تعالیٰ ہی کیلئے دے اور کسی کو کچھ دینے سے اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہاتھ روکے تو اس نے اپنے ایمان کو کامل کر لیا۔''
رسولِ کریم ﷺ یہ دعا مانگا کرتے تھے:
اَللّٰهُمَّ اِجعَل حُبَّکَ أَحَبُّ اِلَيَّ مِن نَفسِي وَاَهلِي وَمِن المَاءِ البَارِد۔(۲۵)
''اے اللہ تعالیٰ مجھے ایسا کر دے کہ مجھے تیری محبت اپنی ذات، اور اپنے اہل وعیال سے اور پیاس کے وقت ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ محبوب ہو۔''
صوفیاء حضرات اسی محبت کو اپنے دل میں اور اپنے مریدین کے دل میں پیدا کرنے کیلئے مجاہدت وریاضات کرتے اور کرواتے ہیں.

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت

مسلمان صوفیاء حضرات کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور آپ کے اسوۂ حسنہ کی پیروی کئے بغیر معرفتِ خداوندی اور نجات کا حصول ناممکن ہے، چنانچہ امام ربانی شیخ احمد سرہندی ایک مکتوب میں لکھتے ہیں:

''اس نعمتِ عظمیٰ یعنی معرفت خداوندی تک پہنچنا سیدالاولین والآخرین کی اتباع سے وابستہ ہے، آپ ﷺ کی اتباع کیئے بغیر فلاح ونجات ناممکن ہے۔''

محال است سعدی کہ راہ صفا تواں رفت جز در پئے مصطفٰے (۲۶)

''اے سعدی! یہ ناممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ کی پیروی کئے بغیر خدائی معرفت اور تصفیہ قلب حاصل ہو سکے۔''

یہی بات قرآن مجید میں اللہ تعالی اس طرح ارشاد فرماتے ہیں:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ. (۲۷)

''اے پیغمبر ﷺ! آپ ان کو بتا دیجیے کہ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو، نتیجے میں اللہ تعالی تم سے محبت کریں گے۔''

اس لئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کی اطاعت خود خدا کی اطاعت ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ج . (۲۸)

''جس شخص نے خدا کے رسول کی اطاعت کی اس نے خدا کی اطاعت کی۔''

کیونکہ رسول اکرم ﷺ جو کچھ بولتے ہیں وہ وحی الٰہی ہوتا ہے، چنانچہ ارشاد باری ہے:

وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی. (۲۹)

''رسول اللہ ﷺ! اپنی خواہشات سے نہیں بولتے، وہ (جو کچھ تمہیں دین کے بارے میں دے رہے ہیں) وہ وحی الٰہی ہے جو اس کی طرف بھیجی جاتی ہے۔''

اس لئے ایک اور آیت میں ارشاد فرمایا:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا. (۳۰)

''جو کچھ رسول اللہ ﷺ تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے روکیں رک جاؤ۔''

رسول کریم ﷺ کے ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ہر چیز سے زیادہ محبت نہ کرے اور اپنی ساری خواہشات رسول ﷺ کے فرمان کے تابع نہ بنا دے چنانچہ رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

لایؤ من احدکم حتیٰ اکون احب الیه من والده وولده والناس اجمعین. (۳۱)

''آپ میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک کامل مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک وہ مجھے اپنے والدین، اولاد اور سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب نہ رکھے۔''

اسی مفہوم کو مزید یوں بیان فرمایا:

لَایُؤمِنُ أَحَدُکم حتٰی یکون ھواہ تبعًالما جئت بہ . (۳۲)

''تم میں سے کوئی بھی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک اس کی خواہشات میرے لائے ہوئے طریقے کے مطابق نہ ہوں۔''

۳۔تزکیۂ نفس

صوفیاء حضرات جتنے مجاہدات وریاضات اور عبادات کرتے ہیں یا ان کا اپنے معتقدین کو درس دیتے ہیں ان کا اصل مقصد نفس کا تزکیہ اور تطہیر ہے۔ چنانچہ سندھ کے سدا حیات اور آفاقی شاعر، شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ فرماتے ہیں:

آکر پڑھ الف جو پیا ورق سپ وسار اندر تون اجار پنا پڑھندین کیترا (۳۳)

''اے دوست! چاہے ایک حرف ''الف'' ہی پڑھ لو لیکن اپنے اندر کو پاک صاف کرلو، اگر اندر کا تزکیہ وتطہیر نہیں کرتے تو زیادہ کتابیں پڑھنے اور ورق گردانی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔''

اب ہم دیکھتے ہیں کہ کتاب وسنت تزکیہ کے حوالے سے کیا کہتے ہیں۔

قرآن مجید اور تزکیہ نفس

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ایک دعا ذکر کی ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْھِمْ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِکَ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ وَیُزَکِّیْھِمْ.(۳۴)

''اے ہمارے پروردگار! میری اولاد میں ان میں سے ہی ایک رسول بھیج، جو انہیں تیری آیات پڑھ کر سنائے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کے اندر کا تزکیہ کرے۔''

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا سے ظاہر ہے کے کسی نبی کی بعثت، تلاوت آیات، اور تعلیم کتاب وحکمت کا اصل مقصد لوگوں کے اندر کا تزکیہ ہے۔

نبی کریم ﷺ کی بعثت کے مقاصد بتاتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ھُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ ق وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ.(۳۵)

''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے ناخواندہ لوگوں میں ان میں سے ہی ایک رسول بھیجا، جو انہیں خدائی آیات پڑھ کر سناتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے اگرچہ وہ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔''

اس آیت سے ظاہر ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بعثت کا مقصد یہ تھا کہ آپ لوگوں کو خدائی آیات سنائیں، ان کا تزکیہ کریں اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیں۔لیکن غور کیا جائے تو واضح ہوگا کہ نبی پاک ﷺ کی بعثت کا اصل مقصد تزکیہ ہی تھا کیونکہ تلاوتِ

آیات وتعلیمِ کتاب وحکمت کا اصل مقصد تو تزکیہ ہی ہے، کیونکہ اگر تعلیم سے تزکیہ قلب وتطہیر نفس حاصل نہ ہو تو تعلیم وتعلم، درس و تدریس سب فضول ہے۔جیسا کہ بھٹائی صاحب کے مذکورہ بالا شعر سے واضح ہے۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری ہے:

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰهَاo وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰهَا (۳۶)

''بیشک وہ شخص کامیاب ہوگیا جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور وہ ناکام ونامراد ہوگیا جس نے اپنے نفس کو آلود کردیا۔''

تصوف جن رذائلِ اخلاق سے اپنے اندر کو پاک کرنے کی تعلیم دیتا ہے وہ یہ ہیں: بدنیتی، ناشکری، جھوٹ، وعدہ خلافی، خیانت، بددیانتی، غیبت وچغلی، بہتان، بدگوئی وبدگمانی، خوشامد وچاپلوسی، بخل وحرص، ظلم، فخر، ریا ونمود وحرام خوری وغیرہ۔اور جن چیزوں سے اپنے اندر کو سنوارنے کی تعلیم دیتا ہے وہ یہ ہیں: اخلاصِ نیت، ورع وتقویٰ، دیانت وامانت، عفت وعصمت، رحم وکرم، عدل وانصاف، عفوودرگذر، حلم وبردباری، تواضع وخاکساری، سخاوت وایثار، خوش کلامی وخودداری، استقامت واستغناء وغیرہ جیسا کہ ابوالقاسم قشیری کی کتاب ''رسالہ قشیریہ'' اور علی ہجویری کی تصنیف ''کشف المحجوب'' اور ابو نصر السرّاج کی کتاب ''کتاب اللمع'' اور شاہ عبداللطیف بھٹائی کی کتاب ''شاہ جو رسالو'' سے ظاہر ہے۔اس میں کوئی شک نہیں کہ کتاب وسنت کا بیشتر حصہ ان ہی رذائلِ اخلاق سے بچنے اور فضائلِ اخلاق سے اپنے آپ کو مزین کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔فضائل اخلاق ورذائل اخلاق پر سید سلیمان ندوی نے سیرت النبی کی چھٹی جلد لکھی ہے جو ۴۱۳ صفحات پر مشتمل ہے جس میں انہوں نے سینکڑوں آیات واحادیث ذکر کی ہیں۔ بلکہ اگر صرف ارکانِ اربعہ (چار اہم عبادات، نماز، روزہ، حج، زکواۃ) پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کتاب وسنت نے ان عبادات کا مقصد تزکیۂ نفس وتطہیرِ قلب ہی بتایا ہے۔

نماز کے بارے میں قرآن مجید فرماتا ہے:

اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡهٰی عَنِ الۡفَحۡشَآءِ وَالۡمُنۡکَرِ. ؕ (۳۷)

''بیشک نماز بے حیائی اور برے اعمال سے روکتی ہے۔''

روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے :

لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ. (۳۸)

''(تم پر روزے اس لئے فرض کئے گئے ہیں) تاکہ تمہارے اندر تقویٰ وپرہیزگاری پیدا ہو۔''

رسول کریم ﷺ نے روزے کے حوالے سے فرمایا:

مَنۡ لَمۡ یَدَعۡ قَوۡلَ الزُّوۡرِ وَالۡعَمَلِ بِهٖ فَلَیۡسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ بِاَنۡ یَدَعَ طعامَهٗ وَشَرَابَهٗ. (۳۹)

''جس نے برے قول اور برے عمل کو نہ چھوڑا تو اللہ تعالیٰ کو اس کے بھوکے پیاسے رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔''

زکواۃ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

خُذۡ مِنۡ اَمۡوَالِهِمۡ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمۡ وَتُزَکِّیۡهِمۡ بِهَا. (۴۰)

''ان کے اموال سے صدقہ (زکواۃ) وصول کریں جس کے ذریعے ان کے اندر کی تطہیر اور تزکیہ کریں۔''

رسول کریم ﷺ نے زکواۃ وصدقات کا مقصد بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وَاتَّقُوْا الشُّح فَاِنَّ الشَّحَّ اَهْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ، حَمَلَهُمْ عَلیٰ اِنْ سَفَکُوْا دِمَاءُ هُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ. (۴۱)

''(زکواۃ وصدقات دیتے ہوئے) نفس کی کنجوسی وبخل سے اپنے آپ کو بچاؤ کیونکہ بخل وکنجوسی (نفس کا ایسا رذیل خلق ہے جس) نے تم سے پہلوں کو ہلاک کر ڈالا کہ انہوں نے خونریزیاں کیں اور حرام چیزوں کو حلال گردانا۔''

اس سے صاف ظاہر ہے زکاۃ، صدقات اور انفاق فی سبیل اللہ کا اصل مقصد انسان کے اندر کا تزکیہ ہے۔

حج کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَمَنْ فَرَضَ فِيْهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوْقَ وَلَا جِدَالَ فِی الْحَجِّ ط . (۴۲)

''جو شخص حج کے مہینوں میں حج کی نیت کرے اسے چاہیے کہ وہ عورتوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے، اللہ تعالی کی نافرمانی کرنے اور لڑائی جھگڑے کرنے سے اپنے آپ کو بچائے۔''

رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسِقْ رَجَعَ كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ. (۴۳)

''جس نے خدا کی رضا کیلئے حج کیا اور اس میں اپنے آپ کو گناہ اور نافرمانی سے بچایا وہ گناہوں سے ایسے پاک صاف ہو کر لوٹا جیسے گویا اس کی ماں نے آج اسے جنم دیا ہے۔''

اس سے صاف ظاہر ہوا کے ارکانِ اربعہ کا اصل مقصد تزکیہ وتطہیرِ قلب ہی ہے، جس کا صوفیاء درس دیتے ہیں۔

۴۔ برداشت اور رواداری

صوفیائے کرام کا یہ شیوہ رہا ہے کے وہ اپنے پرائے، مسلم وغیر مسلم، نیک وبد، موافق ومخالف سب کے ساتھ برداشت، رواداری اور حسن سلوک کا رویہ رکھتے ہیں اور اپنے معتقدین کو بھی اسی چیز کا درس دیتے ہیں چنانچہ حضرت خواجہ حسن بصریؒ کے بارے میں منقول ہے کہ ''اُنہیں کچھ لوگوں نے بتایا کہ فلاں شخص آپ کی عیب گوئی کر رہا ہے، تو آپ نے بجائے اس پر غصہ کرنے یا انتقام لینے کے بطور تحفہ اس کو تازہ کھجوریں بھیج دیں۔(۴۴)

بندۂ عشق از خدا گیرد طریق　　می شود بر کافر ومؤمن شفیق (۴۵)

''عشقِ الٰہی میں سرشار بندۂ مومن اللہ تعالی ہی کے راستے پر چلتا ہے نیز وہ (برداشت اور رواداری سے کام لیتے ہوئے) مؤمن وکافر سب پر مہربان ہوتا ہے۔''

ما قصہء سکندر ودارا نہ خواندہ ایم　　از ما بجز حکایتِ مہر ووفا مپرس

''ہم نے سکندر ودارا کے قصے نہیں پڑھے، ہم سے محبت اور وفاداری کے سوا اور کوئی بات مت پوچھ۔''

اس سلسلے میں شاہ عبداللطیف بھٹائیؒ فرماتے ہیں:

هوچونئي تون م چئو واتان ورائي اڳ اڳرائي جوڪري خطا سو ڪائي

پاند م پائي ويو ڪيني وارو ڪين ڪي. (۴۶)

''اے دوست! اگر کوئی تمہیں برا بھلا کہے تو پلٹ کر اسے جواب نہ دو (بلکہ برداشت سے کام لو) ایسی باتوں میں جو پہل کرتا ہے وہی خطا کار ہوتا ہے، حسد اور کینہ اندر میں رکھنے والا کچھ حاصل نہیں کر پاتا۔''

شاہ صاحب کا یہ شعر صوفیانہ فلسفے اور رواداری کی کتنی بہترین عکاسی کرتا ہے، اسی کو تو برداشت اور رواداری کہا جاتا ہے کہ دوسروں کی اشتعال دلانے والی باتوں کو برداشت کیا جائے اور بجائے انتقام لینے کے عفو و درگذر سے کام لیا جائے۔

اسی برداشت و رواداری کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ. (۴۷)

''اور (جنت ایسے لوگوں کے لئے تیار ہے) جو غصے کو دباتے ہیں اور لوگوں کو معاف کرتے ہیں (اور لوگوں کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرتے ہیں) اور خدا احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو مذہبی رواداری کا حکم دیتے ہوئے فرمایا کہ آپ ہٹ دھرم کفار سے فرمادیں:

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ. (۴۸)

''تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین ہے۔''

کسی کے باطل مذہبی رہنما یا باطل خدا کو بھی برا بھلا کہنے سے روکتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًۢا بِغَيْرِ عِلْمٍ ط (۴۹)

''تم ان کو برا بھلا مت کہو، جن کو لوگ پوجتے ہیں خدا کو چھوڑ کر، ورنہ وہ دشمنی اور نادانی کی بنا پر اللہ تعالیٰ کو برا بھلا کہنا شروع کریں گے۔''

مذہبی مخالفت کی بناء پر کسی سے بے انصافی کرنے سے روکتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا ط اِعْدِلُوْا قف هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰى ز (۵۰)

''کسی قوم کی عداوت تم کو اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم ان کے ساتھ بے انصافی کرو، تم انصاف کرو، انصاف تقویٰ کے قریب ہے۔''

جو لوگ نبی کریم ﷺ کے خلاف سازشیں کرتے تھے اور جاہلانہ رویے سے پیش آتے تھے اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ان کے ساتھ نرمی کرنے، درگذر کرنے، رواداری اور برداشت سے پیش آنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ. (۵۱)

''عفوودرگذر سے کام لو،اچھائی کا کہتے رہواوران کی جاہلانہ باتوں سے روگردانی کرتے رہو۔''

رحمت دوعالم ﷺ نے برداشت اورروادارکا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

لَا تَکُونُوا اِمَّعَةً، تَقُولُونَ: اِنْ أَحْسَنَ النَّاسُ أَحْسَنّا، وَاِنْ ظَلَمُوا ظَلَمْنَا،وَلَکِنْ وطِّنُوا أَنْفُسَکُم اِن أَحسَنَ النَّاسُ أَنْ تُحْسِنُوا وَاِن أَسَاءُ وا فَلَا تَظْلِمُوا.(۵۲)

انتقام اور بدلہ لینے والا ذہن مت رکھوکہ یوں کہو:اگرلوگ ہمارے ساتھ اچھائی کریں گےتو ہم بھی ان کے ساتھ اچھائی کریں گےلیکن اگروہ ہم پرظلم کریں گےتو ہم بھی ان پرظلم کریں گے، بلکہ یہ ذہن بناؤ کہ اگرلوگ تمہارے ساتھ اچھائی کریں توتم ان کے ساتھ اچھائی کریں لیکن اگروہ تمھارے ساتھ برائی کریں توتم ان کے ساتھ ظلم مت کرنا(بلکہ عدل وانصاف سے کام لیں)۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان لوگوں کا یہ نعرہ کتنا ناپسندیدہ اور بدبودار ہے جو کہتے ہیں:

محبت کروگےتو محبت کریں گے نفرت کروگےتو نفرت کریں گے

ہم بھی تم جیسے انسان ہیں جوتم کروگے وہ ہم کریں گے

کتاب وسنت اورصوفیاء کی تعلیم اس کے بالکل برخلاف ہے۔رسول کریم ﷺ اورآپ کے صحابہ کرامؓ پراہل مکہ کے مظالم اورستم رسانیاں سب کومعلوم ہیں لیکن فتح مکہ کے موقع پران کفار ومشرکین پرقابو پانے کے بعدرسول کریم ﷺ نے جس عملی بردباری اور رواداری کا ثبوت دیاانسانی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی،چنانچہ رسول کریم ﷺ نے بیت اللہ کے سامنے کھڑے ہوکرعام معافی کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا:

اَقُولُ کَمَا قَالَ یُوسُفُ:لَا تَثرِیبَ عَلَیکُم الیَومَ، یغْفِرُ اللهُ لَکمْ وَهوَ ارحمُ الرّٰحِمِیْنَ. .(۵۳)

''میں تمہیں وہی بات کہتا ہوں جو یوسف(علیہ السلام) نے (اپنےظلم کرنے والے) بھائیوں کو کہی تھی:(اے مکہ والو!) اللہ تمہیں معاف فرمائے۔اوروہ توسب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔''

اس سے صاف ظاہر ہے کہ صوفیاء کاتحمل اورروادارکوا پنانایااس کی تعلیم دیناسراسرقرآن وسنت سے ماخوذ ہے۔

۵۔خدمتِ خلق

اس وقت دنیامیں Give and take ''لو اور دو'' کا اصول عوام الناس کی فطرت کالازمی حصہ بن چکا ہے کوئی شخص کسی کے ساتھ حسن سلوک کرنے سے پہلے یہ سوچتا ہے کہ اسے بدلے میں کیا ملے گا،جب تک یہ امید نہ ہو،اس وقت تک کوئی قدم نیکی کی طرف نہیں اٹھتا اورنہ کسی اورکی تکلیف کا احساس ہوتا ہے۔

خودغرضی اورنفس پرستی کے اس جذبے کے برعکس صوفیاء کرام عوام الناس میں یہ روح پیدا کرنا چاہتے ہیں کہ ذاتی مفاد سے بالاتر ہوکرانسانیت کوفائدہ پہنچایاجائے۔صوفیاء کے ہاں خلقِ خدا کی بےلوث خدمت سے بڑھ کرکوئی نیکی کا عمل نہیں۔

چنانچہ شیخ سعدیؒ فرماتے ہیں:

دل بدست آورکہ حج اکبراست از ہزاراں کعبہ یک دل بہتراست

''لوگوں کو فائدہ پہنچا کر ان کا دل خوش کرو کہ یہ حج اکبری ہے، ہزاروں کعبہ سے ایک دل بہتر ہے۔''

طریقت بجز خدمتِ خلق نیست بتسبیح وسجادہ ودلق نیست (۵۴)

''طریقت خدمتِ خلق کے علاوہ اور کسی چیز کا نام نہیں، تسبیح وجائے نماز اور گدڑی کا نام نہیں۔''

سلطان المشائخ حضرت نظام الدین اولیاءؒ فرماتے ہیں:

''قیامت کے بازار میں کوئی اسباب اس قدر قیمتی نہ ہوگا جس قدر دلوں کو راحت پہنچانا۔''(۵۵)

اوران حضرات کے ہاں خلق آزاری سے بڑھ کر کوئی جرم کا عمل نہیں، چناچہ حافظ شیرازی فرماتے ہیں:

مباش در پئے آزار وہر چہ خواہی کن کہ در طریقتِ مابیش ازیں گناہے نیست۔(۵۶)

''خدا کی خلق کی اذیت کے درپے مت پڑو، باقی جو چاہو کرو، کیونکہ ہم صوفیاء کے طریقے میں خلق آزاری سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔''

اصل بات یہ ہے کہ صوفیاء خلقِ خدا کو خدا کا کنبہ سمجھتے ہیں، اس لیے خلقِ خدا کی خدمت کو خدا کی رضا اور خلق خدا کی روح گردانی کو خدا کی ناراضگی کے برابر سمجھتے ہیں۔ مولانا حالی کہتے ہیں:

یہ پہلا سبق تھا کتابِ ہدیٰ کا کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا۔ (۵۷)

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صوفیاء حضرات انسانیت سے کتنی محبت کرتے ہیں اوران کی راحت رسانی کی کتنی فکر کرتے ہیں اوران کے ہاں خلق آزاری کتنا بڑا جرم ہے! اب ہم کتاب وسنت کی روشنی میں خدمتِ خلق کی اہمیت پر روشنی ڈالتے ہیں، قرآن مجید نے مؤمنین کی خصوصی صفات بیان کی ہیں:

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ. (۵۸)

''وہ اپنے اوپر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود حاجتمند ہوتے ہیں۔''

دوسری جگہ پر ارشاد باری ہے:

وَ يُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا ۝ اِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللّٰهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا. (۵۹)

''وہ خدا کی محبت کی خاطر مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم تو تم کو بس اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کھانا کھلاتے ہیں۔ اور نہ تم سے اس کا عوض چاہتے ہیں اور نہ شکریہ۔''

مطلب یہ ہے کہ صوفیائے کرام مؤمنین کے ساتھ بھلائی کرتے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ انہیں خدمت کے بدلے میں کیا ملے گا، وہ تو صرف خدا کی رضا کی خاطر خدا کی مخلوق کی خدمت کرتے ہیں۔

رسول کریم ﷺ نے خلقِ خدا کی خدمت پر ابھارنے کے لئے مختلف طریقوں سے ترغیب دی ہے، ایک موقع پر فرمایا:

الساعی علی الارملة والمسکین کالساعی فی سبیل الله ، احسبه قال: کالقائم لایفتر وکالصائم لایفطر. (۶۰)

''بیواؤں اور یتیموں کی مدد کرنے والا (خدا کے ہاں) ایسا ہے جیسے مجاھد فی سبیل اللہ اور (راوی کہتے ہیں:) آپ نے یہ بھی فرمایا: کہ اس کو وہ اجر ملے گا جو ساری رات جاگ کر عبادت کرتا ہو اور جو ہمیشہ روزے رکھتا ہو۔''

ایک اور موقعہ پر رسول کریم ﷺ نے خدمتِ خلق کی اہمیت کے بارے میں فرمایا:

تریٰ المؤمنین فی تراحمھم وتواد ھم وتعاطفھم کمثل الجسد، اذا اشتکیٰ عضو تدعیٰ له سائر الجسد بالسھر والحمیٰ .(٦١)

''ایک دوسرے کے ساتھ رحم، محبت اور نرمی کرنے کے لحاظ سے تم دیکھو گے کہ مؤمن ایک جسم کی طرح ہیں، جسم کا کوئی ایک عضو جب تکلیف میں مبتلا ہوتا ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔''

ایک اور روایت میں فرمایا:

لَایُؤمِنُ عَبدً حتیٰ یُحِبَّ لاِ خِیہِ مَا یُحِبُّ لِنَفسِہٖ .(٦٢)

''اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے! کوئی بندہ اس وقت تک کامل مؤمن ہو ہی نہیں سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لئے وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔''

ظاہر ہے کہ ہر کوئی اپنے ساتھ اچھائی اور نیکی چاہتا ہے اور اپنے ساتھ کبھی بھی برائی یا بدسلوکی پسند نہیں کرتا اسی طرح ایک مؤمن سب کی بھلائی چاہتا ہے اور کسی کی برائی نہیں چاہتا۔

صوفیاء کے ہاں بہت سے روحانی، تربیتی اور اخلاقی امور ہیں جو تزکیہ نفس کرتے ہیں اور اُن کے قلوب واذہاں میں اعلیٰ اخلاق کو راسخ کرتے ہیں، اُن اُمور میں سے درج ذیل نکات کا انتخاب کیا گیا: اللہ تعالیٰ کی محبت، رسول اللہ ﷺ کی اطاعت، تزکیہ نفس، برداشت اور رواداری، خدمتِ خلق۔ پھر ہم نے کتاب وسنت کی روشنی میں ان کا تجزیہ پیش کیا جس سے واضح ہوتا ہے کہ تصوف کا کتاب وسنت سے گہرا تعلق ہے، علاوہ ازیں ہم نے صوفیائے کرام کے اقوال بھی پیش کئے ہیں جن میں اس بات کی واضح صراحت موجود ہے کہ تصوف کا بنیادی ماخذ کتاب وسنت کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

خلاصہ/نتائج

تصوف عشق اور محبتِ خداوندی کا درس دیتا ہے نیز اتباعِ رسول ﷺ کی ترغیب دیتا ہے۔

۵۔ تصوف اطاعتِ رسول ﷺ پر ابھارتا ہے اور تصوف کی نظر میں اطاعتِ رسول کے بغیر خدا کی رضا کا حصول ناممکن ہے۔

۶۔ تصوف اپنے آپ کو فضائلِ اخلاق سے مزین کرنے اور رذائلِ اخلاق سے پاک کرنے کا درس دیتا ہے۔

۷۔ تصوف خلقِ خدا کی محبت اور اس کی خدمت کی تلقین کرتا ہے اور مخلوق کی کمی کوتاہیوں کو درگذر کرنے اور ان سے حسنِ خلق رکھنے کا سبق دیتا ہے اور صوفیاء کی نظر میں خلق آزاری سے بڑا کوئی گناہ نہیں۔

۸۔ تصوف دوست اور دشمن اپنے اور پرائے کے فرق کے بغیر سب کے ساتھ رواداری اور برداشت کا درس دیتا ہے۔

﴿حوالہ جات﴾

(۱) ہجویری،سیدعلی بن عثمان،(۲۰۰۵ء)۔کشف المحجوب،اردوترجمہ عبدالرحمٰن طارق،لاہور،ادارہ اسلامیات،ص: ۴۱۶

(۲) چشتی، پروفیسر یوسف سلیم،(۲۰۰۹ء)۔تاریخ تصوف،لاہور،دارالکتاب،ص: ۱۱۵

(۳) القُشیری، ابوالقاسم عبد الکریم بن ھوازن،(۱۴۰۹ھ). الرسالة القشیریة،القاھرة، مطابع مؤسسة دار الشعب، ص:۴۶۴

(۴) سورۂ جمعہ،۲

(۵) البخاری ،ابو عبد اللہ، محمد بن اسمٰعیل ،(۱۹۹۹ء). صحیح البخاری ، الریاض ،دار السلام للنشر والتوزیع ، ص: ۱۲

(۶) بھٹو،حافظ محمد موسیٰ،(س۔ن)۔تصوف واہلِ تصوف،حیدرآباد،سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ،ص:۱۱۵

(۷) القُشیری، ابوالقاسم عبد الکریم بن ھوازن، الرسالة القشیریة، ص: ۱۵۱

(۸) السُّلمی، ابو عبد الرحمن محمد بن الحسین،(۱۴۱۹ھ). طبقات الصوفیة، تحقیق الدکتور احمد الشرباصی،القاھرة، مؤسسة الشعب، ص: ۶۸

(۹) ایضاً،ص:۱۶۸

(۱۰) جیلانی، شیخ عبد القادر الحسنی الحسینی،(۱۹۷۹م). الفتح الربانی و الفیض الرحمانی، بیروت دار المعرفة للطباعة و النشر،ص:۱۲۳

(۱۱) السُّلمی، ابو عبد الرحمن محمد بن الحسین،(۱۴۱۹ھ). المقدمة فی التصوف، تحقیق الدکتور یوسف زیدان، بیروت، دارالجیل، ص: ۷۲

(۱۲) السُّلمی، ابو عبد الرحمن، طبقات الصوفیة، ص: ۵۰

(۱۳) ایضاً،ص: ۹۹

(۱۴) ایضاً،ص: ۲۰

(۱۵) غزالی، ابوحامد محمد، (دون سنة الطبع).تحقیق الدکتور عبد الحلیم محمود، المنقذ من الضلال،القاھرة، دار المعارف،ص:۳۷۸

(۱۶) مرزا قلیچ بیگ،(۱۹۲۷ء)۔مقالات الاولیاء،شکارپور،سندھ پرنٹنگ پریس،ص: ۱۵

(۱۷) محمد زکریا،مولانا،(۱۹۷۹ء)۔شریعت وطریقت کا تلازم،کراچی،مکتبہ الشیخ،ص: ۱۰۲

(۱۸) ہجویری،سیدعلی بن عثمان،(۲۰۰۵ء)۔کشف المحجوب،اردوترجمہ عبدالرحمٰن طارق، لاہور،ادارہ اسلامیات،ص: ۷۶

(۱۹) سرہندی،شیخ احمد فاروقی،امام،(۲۰۰۶ء)۔مکتوبات امام ربانی،کراچی دارالاشاعت،مکتوب۳۵،ج:۱،ص: ۱۹۱

(۲۰) بھٹائی،شاہ عبداللطیف،(۱۹۹۷ء)۔شاہ جورسالو،مرتب کلیان آدوانی،روشنی پبلیکیشن کنڈیارو،داستان:۱،ص: ۱۱۴

(۲۱) ایضاً،داستان:۷،ص: ۹۴

(۲۲) البقرہ،۱۶۵

(۲۳) التوبہ،۲۴

(۲۴) السجستانی، ابو داؤد سلیمان بن اشعث،(س.ن)سنن ابی داؤد ، بیروت ، دار الکتب العربیة،باب، دلیل زیادة الایمان م ج:۴، ص: ۴۵۳

(۲۵) ایضاً،ص:۲۲۰

(۲۶) سرہندی،شیخ احمد فاروقی،امام،مکتوبات،مکتوب نمبر:۷۸،ج: ۱،ص:۲۷۹

(۲۷) آل عمران، ۳۱

(۲۸) النساء، ۸۰

(۲۹) النجم،۳،۴

(۳۰) النساء، ۸۰

(۳۱) صحیح بخاری ، کتاب الایمان، ص:۶، حدیث: ۱۵، القشیری، ابو الحسین ،مسلم بن حجاج ، (۲۰۰۰ء) صحیح مسلم، الریاض ،دارالسلام للنشروالتوزیع، ص: ۴۱، حدیث: ۱۶۹

(۳۲) الحنبلی ، ابو الفرج عبد الرحمن بن احمد بن رجب ،(۱۴۰۸ھ)جامع العلوم و الحکم، بیروت، دار المعرفة، باب الاول الکتاب، ج: ۱ ،ص: ۳۸۶

(۳۳)بھٹائی،شاہ عبداللطیف،شاہ جورسالو،ص:۹۰

(۳۴) البقرہ، ۱۲۹

(۳۵) الجمعہ، ۲

(۳۶) الشّمس، ۹،۱۰

(۳۷) العنکبوت، ۴۵

(۳۸) البقرہ، ۱۸۳

(۳۹) الترمذی ،محمد بن عیسی، (۱۹۹۹م).الجامع الصحیح سنن ترمذی، الریا ض، دارالسلام للنشر والتوزیع، حدیث ۷۰۷

(۴۰) التوبہ،۱۰۳

(۴۱)البهقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی، (۱۳۴۴ھ)السنن الکبری وفی ذیله الجواهر النقی، حید آباد الهند، مجلس دائره المعارف النظامیة، ج:۶، ص:۹۳

(۴۲) البقره، ۱۹۷

(۴۳) بخاری، ابو عبدالله محمد بن اسماعیل،(بدون سنة الطبع) صحیح بخاری، کتا ب الحج،حدیث: ۱۵۲۱، صحیح مسلم،کتاب الحج، حدیث: ۳۲۹۱

(۴۴) عطار،شیخ فریدالدین،(س۔ن)۔تذکرۃ الاولیاء،لاہور،مشتاق بک کارنر،ص:۲۶

(۴۵) چشتی، پروفیسر یوسف سلیم،تاریخ تصوف،ص:۳۲

(۴۶) بھٹائی،شاہ عبداللطیف،شاہ جورسالو،داستان:۸،ص: ۹۸

(۴۷) آل عمران، ۱۲۴

(۴۸) الکافرون، ۶

(۴۹) الانعام،۱۰۸

(۵۰) المائده، ۸

(۵۱) الاعراف، ۹۹

(۵۲) الترمذی، محمد بن عیسی بن سَورة، (۱۳۹۵ھ)سنن ترمذی ،مصر ،مکتبه مصطفی البابی الحلبی، ج:۴،ص:۳۶۴

(۵۳) البیهقی، أبو بکر احمد بن الحسین،(بدون سنة الطبع).السنن الکبری وفی ذیله الجواهر النقیة حیدر آباد،الهند، مجلس دائرة المعارف النظامیه، ج:۹، ص: ۱۱۸

(۵۴) چشتی، پروفیسر یوسف سلیم،تاریخِ تصوف،ص: ۱۴۴

(۵۵) ایضاً،ص: ۱۴۵

(۵۶) ایضاً،ص: ۳۳

(۵۷) ایضاً،ص: ۳۲

(۵۸) الحشر، ۹

(۵۹) الدھر،۸،۹

(۶۰) بخاری ،ابو عبد اللّٰه محمد بن اسماعیل، (۱۴۲۲ھ)الجامع الصحیح للبخاری،دار طوق النجاة، باب رحمة الناس و البهائم ،ج:۸، ص:۱۰

(۶۱) ایضاً،ص: ۴۲۲

(۲۲) بخاری ،ابو عبد اللّٰہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، ص۵، حدیث: ۱۳

﴿مصادرومراجع﴾

(۱) القرآن

(۲) البخاری، ابو عبد اللّٰہ محمد بن اسماعیل، (۱۹۹۹ء).الجامع الصحیح للبخاری، الریاض للنشر التوزیع.

(۳) بھٹائی،شاہ عبداللطیف،(۱۹۹۹۷ء)۔شاہ جورسالو،کلیان آدوانی،کنڈیا،روشنی پبلیکیشن

(۴) بھٹو،حافظ محمد موسیٰ،(س۔ن)۔تصوف واہلِ تصوف،حیدرآباد،سندھ نیشنل اکیڈمی ٹرسٹ

(۵) البیھقی، أبو بکر احمد بن الحسین،(بدون سنة الطبع).السنن الکبری وفی ذیله الجواهر النقیة، حیدر آباد، الهند، مجلس دائرة المعارف النظامیه

(۵) الترمذی ،محمد بن عیسی ابو عیسی، السلمی، (۱۹۹۹ء).الجامع الصحیح سنن ترمذی، الریاض، دارالسلام للنشر والتوزیع

(۶) چشتی،یوسف سلیم،پروفیسر،(۲۰۰۹ء)۔تاریخ تصوف،لاہور،دارالکتاب

(۷) الحنبلی، ابو الفرج عبد الرحمن بن احمد بن رجب(۱۴۰۸ھ)جامع العلوم و الحکم ، بیروت ، دارالمعرفة

(۸) محمد زکریا،مولانا،(۱۹۹۳ء)۔شریعت وطریقت کا تلازم،کراچی،مکتبہ الشیخ

(۹) السجستانی، ابوداؤد سلیمان بن اشعث (بدون سنة الطبع). سنن ابی داؤد، بیروت دار الکتب العربیة

(۹) عطار،شیخ فریدالدین،(س۔ن)۔تذکرۃ الاولیاء،لاہور،مشتاق بک کارنر

(۱۰) القُشیری، ابوالقاسم عبد الکریم بن هوازن،(۱۴۰۹ھ). الرسالة القشیریة،القاهرة، مطابع مؤسسة دار الشعب

(۱۱) مجدد الف ثانی،شیخ احمد سرہندی،(،۲۰۰۶ء)۔مکتوبات امام ربانی،کراچی دارالاشاعت

(۱۲) مرزا قلیچ بیگ،(،۱۹۲۷ء)۔مقالات الاولیاء، شکارپور،سندھ پرنٹنگ پریس

(۱۳) ہجویری،سید علی بن عثمان،(۲۰۰۵ء)۔کشف المحجوب،اردو ترجمہ عبدالرحمٰن طارق،لاہور،ادارہ اسلامیات